اپنا احتساب آپ

(۱۹۸۳ء کے چہرے کے بدنما داغ)

اخذ و اقتباس از شیخ افتخار احمد۔ ترتیب و تہذیب نعیم صدیقی

سالِ رفتہ پر نگاہِ بازگشت ڈالنے کا مقصود نہ تو خالصتہً سیاسی ہے اور نہ کسی فرد یا ادارے کی مذمت۔ بلکہ مدعا یہ ہے کہ پورا معاشرہ اور اس کے دینی پیشوا اور سیاسی رہنما اور اہلِ قلم مسلمان ہونے کے نقطۂ نظر سے یہ سوچیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کا راستہ کیا یہی ہے اور اس کا تدارک حکومت اور معاشرے کو کس طرح کرنا چاہیے تاکہ چاروں طرف سے مشکلات میں گھرا ہوا یہ ملک خدا کی گرفت سے بچ سکے۔ (ادارہ)

الحمرا آرٹ سنٹر سنٹر میں روسی ثقافتی طائفے کا مظاہرہ ہوا۔ طائفے میں ۸ رقاصائیں، ڈانس ڈائرکٹر، ۹ موسیقار اور فنونِ لطیفہ سے متعلق دوسرے لوگ بھی تھے۔ روس کے علاقائی رقص پیش کئے گئے۔ حاضرین نے بے پناہ داد دی۔ ملک اللہ یار خاں صوبائی وزیر مہمانِ خصوصی تھے۔[1]

(امروز - ۱۴ جنوری ۸۳ء)

[1] نوائے وقت ۱۴ دسمبر ۱۹۸۲ء کی جائزہ یا تبصرہ رپورٹ میں توجہ دلائی جا چکی تھی کہ آرٹ کونسلوں میں ہونے والے ڈراموں میں ذو معنی مکالموں، فحش حرکات اور گھٹیا مزاح کے عناصر میں کمی ہونے کے بجائے زیادتی ہوئی ہے۔ ان ڈراموں کی جانچ پڑتال بھی خود آرٹ کونسلوں کے حکام کرتے ہیں۔

مزلہ کا رقص اوچ شریف (ضلع بہاول پور) میں ایک نمایاں شخصیت، جو ضلع کونسل بہاول پور کے رکن بھی ہیں، ان کے بیٹے کی رسم ختنہ پر پاکستان کی رقاصہ مزلہ کا رقص پیش کیا گیا جس میں اسے ۷ ہزار روپے بطور رسلامی ملے۔ (مراسلہ جنگ لاہور - ۲۵ فروری ۸۳ء)

غم و غصے کا اظہار صوبائی دارالحکومت کے سماجی رہنماؤں نے احتجاج کیا ہے کہ بازارِ حسن (یا بازارِ گناہ - ایڈیٹر) کی تنظیم کی رجسٹریشن کر لینے پر غم و غصے کا اظہار کیا ہے - ان کا کہنا ہے کہ اسلامی مملکت میں گناہ (اور کاروبارِ گناہ! ایڈیٹر) کو قانونی تحفظ دینا افسوسناک ہے، مزید برآں مطالبہ کیا گیا ہے کہ مذکورہ رجسٹریشن کو فوری طور پر منسوخ کر دیا جائے اور عصمت فروشی، گانے بجانے اور ناچ رنگ کو ممنوع قرار دیا جائے۔ (مشرق - ۹ مارچ ۸۳ء)

سعیدہ گزدر کی آزاد نظم خواتین محاذِ عمل کے جلسے میں ڈاڑھی اور علماء کا مذاق اُڑایا گیا - ایک خاتون سعیدہ گزدر نے ایک آزاد نظم پڑھی جس میں زنا کے مجرم کو مظلوم بنایا گیا، اور شادی بیاہ کا مذاق اُڑایا گیا - اس جلسے میں ماہرِ قانون جناب خالد اسحٰق نے کہا آپ مسلم معاشرے کی خواتین ہیں - آپ کے پلیٹ فارم سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ زنا کرنے والے شخص کو قابلِ قدر قرار دے۔ (جسارت کراچی - ۹ مارچ و اداریہ ۱۰ مارچ ۸۳ء)

اپوا اپوا کی طرف سے اسلامی قانونِ شہادت پر نکتہ چینی کی گئی - بیگم رعنا لیاقت علی خان نے جنرل ضیاء الحق سے اپیل کی کہ عورتوں کو مردوں کے برابر رتبہ دیا جائے۔

(ڈان کراچی - ۲۰ مارچ ۸۳ء)

چمنگ انجینئرنگ یونیورسٹی کے مجلّے چمنگ میں اخلاق سوز مواد (ص ۲۱، ص ۱۵۸) کی اشاعت - دو مضامین دین اسلام کے بارے میں ذہنوں کو اُلجھا دینے والے ہیں - ص ۵۹، ۶۱ اور ۹۷ پر فحش کلمات درج ہیں - یہ رسالہ شعبہ کیمیکل کے چیئرمین اے، ایچ، بانڈے کی زیرِ نگرانی شائع ہوا۔ (امروز - ۷ اپریل ۸۳ء)

خیر پور میں کاروبارِ شر ثقافتی سیمینار کے موقع پر سکھر کے کل پاکستان مشاعرے میں کمیونزم کا پرچار کرنے کے علاوہ ملکی سالمیت کے خلاف نغمے پیش کیے گئے - اسلامی ہیروز کا مذاق اڑایا گیا - افسرانِ حکومت ایسی مخلوط (مرد و زن) محفلیں منعقد کر رہے ہیں جن میں چادر اور چاردیواری

کے تقدس کی دھجیاں اُڑائی جاتی ہیں۔ سکھر کے مشاعرے میں بے پردہ نوجوان خواتین نے کلام سنایا اور اس ضمن میں ہزاروں افراد کے مخلوط مجمع میں فحش فقرے بازی ہوئی اور بے حیائی کی فضا بن گئی۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ کا مذاق اُڑایا گیا۔

(جسارت کراچی - ۲۰ اپریل ۸۳ء)

پروگرام منسوخ جشنِ خیبر کے بعض پروگراموں میں بے حیائی کے پیش نظر عورتوں کے میلے کا پروگرام منسوخ کر دیا گیا۔ علماء کے احتجاج پر سرکس شو بھی بند کر دیئے گئے۔ تین گھنٹوں تک جشن کے اسٹالوں کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ اس سلسلے میں سرکاری اعلان بھی شائع ہوا۔

(روزنامہ امروز - پشاور یکم مئی ۸۳ء)

عورتوں کے ہاکی میچ کا اعلان پاکستان اور آئرلینڈ کی زنانہ ٹیموں کے درمیان ہاکی میچ کے اعلان پر اظہارِ حیرت کہ بند دروازہ اب کھول دیا گیا ہے اور موجودہ حکومت نے ترقی پسند اور مغرب نواز عورتوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ تحریکِ اسلامی کے رہنماؤں نے احتجاج کیا

(جسارت کراچی، خبر ۲۶ مارچ، اداریہ ۲۷ مارچ ۸۳ء)

خواتین کے ٹریننگ کالج میں فیشن شو گورنمنٹ ٹریننگ کالج برائے خواتین لاہور میں فیشن شو ہوا جس میں طالبات نے معلمات کی سرپرستی میں لوک رقص، لڈی اور دیگر ناچ پیش کیے مشاعرہ بھی منعقد ہوا۔ اس تقریب کی کامیابی کی خوشی میں ایک دن کی تعطیل کی گئی۔

(جسارت کراچی - ۲۸ مارچ ۸۳ء)

سیلی بربیج کی تقریر ویمن ایکشن فورم کے اجلاس میں آسٹریلوی خاتون سیلی بربیج نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانی خواتین خود کو کمتر سمجھتی ہیں۔ ترقیاتی کاموں میں عورتوں کو شامل کرنے کا رویہ تو درست ہے۔ لیکن عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ محنت کش عورتوں کو پردے یا چادر کا حکم دیا جاتا ہے جو ان عورتوں کے لیے ممکن نہیں[1]

---

[1] یعنی بجائے اس کے کہ اسلامی معاشرے کی خواتین دوسرے ممالک میں جا کر اسلام کے تصورِ نسائیت کی تبلیغ کرتیں، اُلٹا وہ خود اپنے اجلاسوں میں تہذیب الحاد اور (باقی بر صفحہ آئندہ)

مغربی خواتین کی تحریک کے بارے میں یہاں کے لوگوں کو زیادہ علم نہیں اور اپنی بے علمی کی وجہ سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مغربی عورت صرف جنسی آزادی چاہتی ہے۔ حقیقت میں یہ بات بالکل غلط ہے۔ انہوں نے کہا کہ آسٹریلیا میں گھرداری اور بچوں کی پرورش کی ذمہ داریوں کو عورتوں تک محدود کرنے کے بجائے عورتوں اور مردوں پر برابر تقسیم کیا جاتا ہے[1]۔

(جنگ لاہور۔ ۱۳ مارچ ۸۳ء)

انڈسٹریل ایریا گلبرگ یوم مئی کے سلسلے میں آج رات انڈسٹریل ایریا گلبرگ میں خواتین مجلس عمل، ویمن ایکشن فورم اور آل پاکستان ٹریڈ یونین کی جانب سے ایک ثقافتی پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام میں متعدد صنعت کاروں، سرکاری افسروں اور وکلا کے علاوہ معروف شخصیات کی بیگمات، بیٹوں اور بیٹیوں نے شرکت کی۔ پاکستان کی علاقائی زبانوں میں لوک گیت پیش کیے گئے جنہیں لڑکوں اور لڑکیوں نے مل کر گایا۔ پھر انہوں نے مل کر ۳ ڈرامے ڈرامے پیش کئے۔ آخر میں لڑکیوں اور لڑکوں نے موسیقی کی دھنوں پر ڈانس کیا اور "دھمال" ڈالی۔ مخلوط ناچ کا یہ سلسلہ ۱۵ منٹ جاری رہا۔ وہ اس دوران میں "سوشلزم آوے ای آوے" کے نعرے بلند کرتے رہے۔

(نوائے وقت لاہور۔ ۳ مئی ۸۳ء)

سیٹھ کے لڑکے کی شادی کشمور میں ایک سیٹھ کے لڑکے کی شادی کے موقع پر شراب اور

(بقیہ حاشیہ سابقہ سابقہ)

اخلاق باختہ معاشروں کی خواتین کو بلوا کر ان سے وعظ سنتی ہیں اور زندگی کے طور طریقے سیکھتی ہیں۔ مقام عبرت ہے۔ کاش کہ تہذیب جدیدہ سے بغاوت کرنے والی خواتین اور طالبات ایک کثیر تعداد میں اُٹھ کھڑی ہوں اور تہذیب الحاد کی مبلغات سے صاف صاف کہہ دیں کہ ہمارے عقائد، نظامِ حیات اور تصورِ نسائیت تم سے اتنا مختلف ہے کہ اسلامی تصورات اور مغربی تصورات میں ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے،

[1] فطرت کی اس عدم مساوات کا کیا علاج کہ بچے جننے اور اُن کو دودھ پلانے میں مرد برابر کا حصہ دار نہیں بن سکتا۔

رقص و سرود کا ہنگامہ رات بھر جاری رہا۔ اس موقع پر حکومت کو بھی تضحیک کا نشانہ بنایا گیا۔ گانے والیوں کو ہزاروں روپے دیئے گئے۔ (جسارت کراچی - ۹ مئی ۸۳ء)

درِ میخانہ پھر کھلا شہداد پور میں بند کیا جانے والا شراب خانہ دوبارہ کھول دیا گیا، اس طرح اقلیتوں کی آڑ میں مسلمانوں کو بھی لذتِ بادہ کشی کا دوبارہ موقع مل گیا۔

(جسارت کراچی - ۹ مئی ۸۳ء)

قومی ترقیاتی ورکنگ گروپ کی سفارش آئندہ پانچ سالہ چھٹے ترقیاتی منصوبے کے لیے یہ سفارش کی گئی ہے کہ ملک میں خانہ دار خواتین کو پردے سے آزاد کر دیا جائے تاکہ ان سے ترقیاتی کاموں میں مدد لی جا سکے۔ (تمام اخبارات - ۱۸ مئی ۸۳ء)

نوائے وقت کی آواز متذکرہ خبر کے سلسلے میں نوائے وقت نے تفصیلی اداریہ لکھتے ہوئے یہ کہا کہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے رفقائے کار کو اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ مغرب نواز حلقوں کو ترقیاتی منصوبے کے نام پر خواتین کو پردے سے باہر لانے کی سفارش کرنے کی جرأت و ہمت کس طرح ہوئی۔ (نوائے وقت - ۱۹ مئی ۸۳ء)

میوزیکل اسٹیج شو ٹنڈو آدم کے تعلیمی ادارے مراکزِ رقص و سرود بن رہے ہیں۔ اعلان کیا گیا کہ شاہ لطیف ہائی اسکول میں ۲ جون کو میوزیکل اسٹیج شو ہوگا جس میں ڈسکو ڈانس اور رقص و سرود کے دوسرے پروگرام ہوں گے۔ شہر میں جگہ جگہ اس محفل کے اشتہارات اور بینرز لگے ہوئے ہیں۔ اس پر شہریوں کی طرف سے شدید احتجاج کیا گیا۔ (جسارت کراچی ۱۹ مئی ۸۳ء)

بے پردگی یہ ایک استثنائی صورت ہے کہ اسلام ایسی خواتین کو معاشی خود کفالتی سرگرمی اختیار کرنے سے نہیں روکتا جن کی کفالت کے لیے مرد موجود نہ ہوں یا مرد بوجوہ معذور ہوں یا نادار، (اور جن کو گھر میں کرنے کا کوئی کام بھی نہ مل سکتا ہو) لیکن سیکولر مغرب کے مخلوط معاشرے کو ماڈل بنا کر پردے کو مزاحم سمجھنا اور اُسے ترک کرنے کی سفارش کرنا اللہ کے دین سے بغاوت ہے یا جہالت! (اس قضیے پر ہر طرف سے احتجاج ہوا۔ (اداریہ جسارت - ۲۰ مئی ۸۳ء)

خواتین کرکٹرز کا مطالبہ لاہور کالج برائے خواتین میں چھٹے قومی ویمن کپ ٹورنامنٹ کے اختتام پر خواتین کرکٹرز نے مطالبہ کیا کہ اگر حکومت مردوں کے کرکٹ کی تشہیر قومی نشریاتی رابطے پر ٹیلی وژن

اور ریڈیو کے ذریعے کرتی ہے نوخواتین کے کرکٹ کی بھی اسی طرح تشہیر ہونی چاہیے۔
(روزنامہ جنگ۔ ۲۲ مئی ۱۹۸۳ء)

پردہ اٹھانے کے معنی متذکرہ قضیے کے متعلق وضاحتی بیان دیتے ہوئے بیگم سلیمہ احمد کی طرف سے کہا گیا ہے کہ پردہ ہٹانے سے مراد کارکن خواتین کے اعداد و شمار پر سے پردہ اٹھانا ہے بعض معزز لوگوں نے اصل مسودہ کو پڑھے بغیر تنازعہ کھڑا کر دیا ہے۔ (جنگ لاہور ۲۴ مئی ۱۹۸۳ء)

کراچی جم خانہ اعلان کہ ۳ جون کو ۸ بجے شب کراچی جم خانہ میں حسب ذیل پروگرام ہوگا:" جیم شیز کے نام سے رقص و موسیقی کا پروگرام بھی رکھا گیا ہے۔ یہ تقریبات صرف ممبرز کے لیے ہیں، البتہ ان کی بیویاں اور ۱۲ سے ۲۱ سال تک کی عمر کے بچے بھی شرکت کر سکتے ہیں۔ ایک رکن ایک جوڑے کو بطور مہمان بھی لا سکتا ہے۔ کئی بیوروکریٹس اس کے ممبر ہیں۔ (شہریوں کی طرف سے احتجاج)
(روزنامہ جسارت ۳ جون ۱۹۸۳ء)

راشن ڈپو ہولڈر کے بیٹے کی شادی سجاول میں ایک مقامی راشن ڈپو ہولڈر کے بیٹے کی شادی کی تقریب میں رات بھر محفل رقص و سرود جاری رہی۔ اول تا آخر شراب استعمال ہوتی رہی۔ اس تقریب میں سرکاری افسران مختلف تنظیموں کے رہنماؤں اور معززین شہر نے بھی شرکت کی۔
(جسارت ۱۶ جون ۱۹۸۳ء)

ٹنڈو آدم میں خاص شادیاں یہاں ایک تقریب شادی میں رات بھر محفل رقص و سرود پوری بیہودگی کے ساتھ جاری رہی۔ فاحشہ عورتوں کو ۸۰ ہزار روپے بطور انعام ملے۔ اسی طرح چند دن پہلے دو بھائیوں کی شادی کی تقریب میں سندھ کے اعلیٰ سرکاری افسران، حکام اور رکن شوریٰ نے شرکت کی، اس موقع پر تین فاحشہ عورتوں نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ شراب کا انتظام بھی موجود تھا۔
(جسارت ۹ جون ۱۹۸۳ء)

لغویات کا سیلاب عید کا چاند نظر آنے کے ساتھ ہی پاکستان ٹیلی وژن اور ریڈیو پر لغویات کے سیلاب کا بند ٹوٹ گیا۔ بیہودہ پروگرام شروع ہو گئے۔ پاکستان ٹی وی پر کل شب ایک انگریزی فلم "دی پرامز" (THE PROMISE) دکھائی گئی اور عریانی و فحاشی کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے گئے۔ پاکستان میں پہلی بار فلم میں بوس و کنار کے مناظر دیدہ دلیری سے دکھائے گئے۔ (اداریہ جسارت ۱۷ جولائی ۱۹۸۳ء)

سندھ کا اصل بگاڑ پاکستان خدمت گار ایسوسی ایشن کے صدر نے گورنر سندھ، کمشنر حیدر آباد اور مارشل لا ایڈ منسٹریٹر کو توجہ دلاتے ہوئے یہ کہا کہ ضلع ٹھٹھہ میں اور خصوصاً اندرونِ سندھ عموماً غریب ہاریوں کی جوان عمر بیٹیوں کو وڈیروں کے غنڈے اغوا کر لے جاتے ہیں، ہاریوں کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ ملزم دندناتے پھر رہے ہیں اور اُن کے ہاں بے نکاحی عورتوں سے حرام اولاد پیدا ہو رہی ہے۔ (اداریہ جسارت - ۲۸ جون ۱۹۸۳ء)

خواتین چڑیا گھر میں عید کی تعطیلات میں سیر و تفریح کے لیے چڑیا گھر آنے والی خواتین جب ہاتھی گھر کے سامنے پہنچیں تو اچانک بارش شروع ہو گئی۔ اس حالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے غنڈہ عناصر نے خواتین کو چھیڑنا شروع کیا۔ اُن کے دوپٹے اور کپڑے پھاڑ دیئے۔ جن لوگوں نے ان خواتین کو بچانے کی کوشش کی، غنڈوں نے حملہ کر کے اُن کو بھی زخمی کر دیا۔ پولیس والوں نے مداخلت کی تو غنڈوں نے ان پر بھی ہلہ بول دیا۔ خواتین کے چہروں اور جسموں پر زخموں اور خراشوں کے نشان بھی دیکھے گئے۔ بیچاری زار و قطار رو رہی تھیں۔ بعض نیک دل افراد نے ان کو چادریں اور پردے لا کر دیئے۔ پھر انہیں چڑیا گھر سے نکال کر ان کے گھروں کو روانہ کیا۔ ان میں سے ایک خاتون کا تعلق ایک اعلیٰ سرکاری افسر سے تھا، مگر مزید بے عزتی سے بچنے کے لیے رپورٹ درج نہیں کرائی[1]۔

(رپورٹ نوائے وقت لاہور ۲۵ جولائی - اداریہ ۲۶ جولائی ۱۹۸۳ء)

(بقیہ اشاعت آئندہ میں)

---

[1] غنڈہ گردی سخت قابلِ تعزیر، مگر کبھی کسی نے سوچا کہ خواتین کی بر سرِ عام جلوہ فرمائی اور خصوصاً مخلوط اداروں (بلکہ میلوں اور تماشوں) میں بے محابا شرکت کیا معاشرے کے اندر لوگوں کی تند و تیز جبلتوں کو نہیں بھڑکاتی۔ چڑیا گھر یا دوسری سیر گاہوں میں عورتوں کا الگ دن رکھا جا سکتا ہے اور پھر اُن کو ان موقعوں پر غیر معمولی فاخرہ لباسوں اور زیوروں اور میک اپ کی کیا ضرورت ہوتی ہے۔ سیدھی سادی زندگی گزاری جائے تو مرد بھی زیادہ نہ پاگل نہیں بنیں گے اور خواتین بھی سکھ چین سے رہیں گی۔ خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کو جو معاشرہ نہ مانے اُس میں گھٹیا جذبات کو فروغ ملتا ہے اور تباہی کا باعث بنتا ہے۔ (ن - ص)